سوال

(04) علم تجوید وقراءات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

علم تجوید وقراءات

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

علم تجوید وقراءات

طریقہ ادائیگی حرکات

حرکات جمع ہے حرکت کی عربی زبان میں زیر زبر پیش تین ہی حرکات ہیں وہ بھی صرف معروف طریقہ پر حالانکہ فارسی اوراسی قبیل کی دوسری زبانوں میں تین حرکات مذکورہ سے زائد حرکات مجہولہ بھی ہوتی ہیں۔ مگر عربی میں خاص معروف ہی حرکت ہوتی ہے۔ تو پاکستان میں بہت سے حضرات جو قرآن کریم کی تعلیم میں مشغول ہیں۔ چاہے وہ مفسر ہوں۔ یا مترجم علاوہ قراء کرام کے سب ہی تقریباً حرکات کو مجہول ہی پڑھتے ہیں۔ چونکہ متحدہ ہندوستان میں پہلے فارسی دانوں اور ترکوں کی پٹھانوں کی حکومت رہی۔ اور بعد میں ایک عرصہ سے لشکری زبان یعنی اردو کا رواج عام ہوگیا۔ جو کہ مختلف زبانوں کا مجموعہ تھی۔ اس طرح ہندوستان متحدہ میں عربی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے اور بعض ممالک عجم (جہاں اب عربی بولی جاتی ہے۔ اورعرب کہلاتے ہیں۔) وہاں بھی عجم کے اختلاط کی وجہ سے حرکات کی ادائیگی میں مجہولیت پائی جاتی ہے۔ اوراس طرح سے یہ مجہول ادائیگی کا طریقہ عام ہو کر نہ صرف عوام میں بلکہ خواص اوراچھے خاصے لکھے پڑھے لوگوں میں بھی پھیل گیا۔ اوروہ غلطی اب جزولاینفک ہو کر معروف ادائیگی کو بھی غلط سمجھا جانے لگا۔ اوریہ غلطی جو دراصل صحیح طریقہ ادائیگی تھا۔ مفقود ہوتا چلا گیا اور ہوتا جارہا ہے۔ خصوصاً ان علاقوں میں جہاں علم کی قلت اور فقدان ہے۔ وہاں نہ تو صرف ان حرکات ہی کو بلکہ ''ی و'' ساکن کو بھی بہت ہی عجیب طریقے سے ادا کرنا شروع کردیا ہے۔ ان مدارس عربیہ میں یہ غلطی بہت پائی جاتی ہے۔ جہاں اکثر کتب صرف نحو منطق فلسفہ وغیرہ فارسی زبان میں پڑھائی جاتی ہے۔

حرکت زیر زبر پیش جنہیں عربی میں بالترتیب فتح یا نصب جر یا کسرہ۔ ضمہ یا رفع کہا جاتا ہے۔ ایک فتح ادھے الف کے برابر اورایک کسرہ آدھی ی کے برابر اورایک ضمہ آدھے واو کے برابر ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر دو زبر مساوی ہے۔ ایک ''الف'' دو زیر مساوی ایک ''ی'' اور دو پیش مساوی ہے۔ ایک واو کے۔

طریقہ ادا

فتح کو جب کھینچا جائے تو الف بن جائے اسی طرح ضمہ اور کسرہ کھینچا جائے تو واو اور ی بن جائے ۔ یعنی فتح کی ادائیگی میں انفتاح مم اور آواز میں بھی انفتاح رہے ۔ کسرہ ساتھ انخفاض فم اور صوت میں بھی اسی طرح ضمہ کے ساتھ انضمام فم اور صوت لازمی ہے الف کی ادائیگی میں آواز میں ذرا بھی انضمام یا انخفاج ہو جائے تو اس فتۃ میں کسرہ یا ضمہ کی مشابہت پائی جائے گی ۔

جیسا کہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض حضرات الف کو جب صرف مرقق کے ساتھ آجائے ۔ تو اس کی ترقیق میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ وہ الف مشابہ امالہ صغریٰ کے ہو جاتا ہے اور اس طرح امالہ صغریٰ اختلاس وغریہ اور الف مرقق کا فرق مشکل ہو جاتا ہے الف کی ترقیق میں انفتاح فم اور صوت ہو تو الف بالکل ٹھیک اور صحیح طریقہ پر ادا ہو جائے گا ۔ اسی طرح الف مفخم کی ادائے کی میں ان حروف مفخم کو اور الف کو اتنا موٹا کیا جاتا ہے کہ جس سے حرف کی ادائیگی میں ولاو کی بو آجاتی ہے ۔ اور اکثر تو بے چارے ہونٹوں سے کام لیتے ہیں ۔ اور پھر صفت استعلاء اور اطباق کا خیال رکھا ہی نہیں جاتا ہے ۔ اور ہر حرف مفخم کو یکساں موٹا پڑھتے ہیں ۔ ق خ غ را وغیرہ کو بھی اتنا ہی پر کیا جاتا ہے ۔ جتنا طا خا ص ض کو اس طرح حرف میں اپنی مقدار سے بڑھ کر موٹا پا آجاتا ہے ۔ جو حروف کی خوبصورتی کو بیگاڑ دیتی ہے ۔ یعنی ایف کی تفخیم میں ان حروف مفخم کی صفات کا خیال رکھ کر ادا کیا جائے تو الف پر اور خوبصورت ادا ہو گا ۔ کسرہ کی ادائیگی میں جب مجہول پڑھا جائے ۔ تو وہ سرے سے ہی غلط پڑھا گیا ۔ جب صحیح انخفاض نہ ہو معمولی سی الف اور فتحہ کی بو آنی شروع ہو جاتی ہے ۔ اس لئے ی باوجود یہ کہ مجہورہ ہے مگر پھر بھی اس کی آواز میں ذرا پستی ہوتی جب کہ سکون میں ہو ۔ ضمہ کی ادائیگی میں ہونٹوں کو گول کرنا چاہیے ۔ اسی طرح اسے مجہول پڑھنا تو اصل کے خلاف ہے اکثر مشاہدے میں آیا کہ بعض واو مدہ کی ادائیگی میں ہونٹوں کو بعد میں گول کرتے نہیں اسی طرح درمیان میں عجیب سی آواز واو پیدا ہوتی ہے ۔ جو صرف سماع پر ہی اور ادا پر ہی موقوف ہے ۔ الفاظ میں نقشہ کھینچنا انتہائی مشکل ہے ۔ چونکہ یہ تمام علم تجوید سماع اور ادا پر موقوف ہے ۔ اسی لیے اس قسم کی ادائیگی تو استاذ مشاق کے پڑھنے اور اس کے بعد سماع پر موقوف ہے ۔ اس لئے اسی قسم کی ادائیگیوں کو بغیر کسی مشاق قاری مقری سے سنے سمجھ میں آنا بہت محال ہے ۔

حروف مفخم کی تفخیم کے درجات ۔

حروف مفخم کی تعداد کل دس ہے ۔ جن میں سے سات حروف کی تفخیم تو لازمی ہے ۔ اور تین حروف کی تفخیم عارضی ہے ۔ یعنی سات حروف خص ضغط قط میں مستقل تفخیم ہے جب کہ تین حروف الف لام را میں عارضی تفخیم ہے اس طرح تفخیم کی ادائیگی دو طریق پر ہے ۔

1۔ حروف کی ذاتی تفخیم

2۔ حروف کی حرکاتی تفخیم

ذاتی طور پر سب سے زیادہ موٹا لفظ اللہ کا لام پڑھا جائے گا ۔ جب کہ لام سے ماقبل حرف مفتوح یا مضموم ہو جیسے عند اللہ ۔ اور لعنۃ اللہ ۔ اور اگر مکسور ہو تو باریک پڑھا جائے گا ۔ جیسے بسم اللہ ۔

لفظ اللہ کی لام کے سوا باقی تمام بروایت حفص میں باریک ہی پڑھے جایئں گے باقی قواعد علم قرات کے ضمن میں لکھے جائیں گے ۔

اس مذکورہ لام کے علاہ حروف میں سب سے زیادہ طا پُر پڑھی جائے گی ۔ اس کے بعد ظا ض ص چونکہ ان مذکورہ چار حروف میں تفخیم کی قوت صفت لازمہ متضادہ کے لحاظ سے زیادہ ہے اسی لئے یہ حروف ذاتی طور ربقیہ سے زیادہ پڑھے جایئں گے ۔ ان چاروں حروف کے بعد سب سے زیادہ تفخیم ق کی ہے ۔ اور پھر غ اور خا کی سب سے کم تفخیم ذاتی طور ''را'' کی ہو گی الف تو جس حرف مفخم کے ساتھ آئے گا اسی طرح موٹا ہو گا ۔ اسی طرح حرکات کی وجہ سے حروف مفخم پانچ درجات پر موقوف ہے جس حرف کے ساتھ الف ہو وہ سب سے زیادہ موٹا ہو گا ۔ جیسے

۔قالو۔قالا۔ظالم۔اَفطالَ یعنی اعلیٰ درجہ تفخیم اس کے بعد اس حرف کی تفخیم ہوگی۔جس پر زبر ہو۔جیسے ظلمو۔انطلقو۔وغیرہ اس کے بعد اس حرف کی تفخیم ہوگی۔جس پر ضمہ ہو۔قلُوُبُ ہُم مَرَض وغیرہ ان سے کم موٹا حرف جب پڑھا جائے گا۔جب کہ حرف کسرہ ہو۔جیسے مُتَلَقِیَن۔ نَخِیل۔وغیرہ اور سب سے کم درجہ کی تفخیم جب ہوگی جب کہ یہ حرورف ساکن ہوں۔جیسے اَطغَیتُہ۔اَظلَم وغیرہ۔

ان تفخیم ددرجات کا جب خیال رکھا جاتا ہے۔توحروف اتنی مقدار اور درجات سے زائد مفخم ہوکر ماقبل مابعد کو مفخم کردیتا ہے۔اور اسی حروف میں تفخیم بڑھ کروہ واوکی آواز دینے لگ جاتا ہے۔اور خوامخواہ ایک حرف کی زیادہ ہوجاتی ہے۔جوکسی طرح بھی درست نہیں ہے۔یا پھر اسی طرح ترقیق میں مبالغہ سے کام لیا جائے۔تب توحروف ہی بگڑجاتے ہیں۔اور ام لے پیدا ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔وہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

مندرجہ بالا کیفیات کا تعلق محض استاذ فن کے ادا پر موقوف ہے اب صفات عارضہ کا بیان شروع ہو جاتا ہے۔جوکہ صرف امام ابو حفص سلمان بن مغیرہ الاسدی کی روایت سے متعلق ہیں۔یہ صفات صرف آٹھ حروف میں پائی جاتی ہیں۔جن کا مجموعہ او۔یر۔ملان۔ہے ان حروف کی صفت ادانہ ہو تو صرف کراہت ہوتی ہے۔مگر بہت سے حضرات آج کل ان صفات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔کہ جہاں نون کا اخفا ادانہ ہو۔اوریا الف کا مدلین فوراً فتویٰ جڑدیتے ہیں کہ غلط پڑھ رہا ہے۔اوراگر صفات ملازمہ میں کسی صفت کی ادائے گی نہ ہو تو اس کا علم ہی نہیں ہے۔

ہمزہ کا بیان

تمام قرآن مجید میں ہمزہ چار قسم پر ہے۔

1۔ہمزہ محققہ

2۔ہمز مسہلہ

3۔ہمزہ مبدلہ

4۔ہمزہ منقولہ

1،ہمزہ محققہ وہ ہمزہ جو اپنے مخرج سے یعنی (اقصیٰ حلق) معہ صفات لازمہ کے ادا کیا اور صفت شدت کا غلبہ رہے اس کو ہمزہ محققہ کہتے ہیں۔

2۔ہمزہ مسہلہ۔وہ ہمزہ ہے جو الف اور ہمزہ کے درمیان والی آواز سے پڑھا جائے نہ ہی مکمل ہمزہ ہوا اور نہ مکمل لف ہو۔

3۔ہمزہ مبدلہ وہ ہمزہ جو بالکل الف سے بدل کر پڑھا جائے۔

4۔ہمزہ منقولہ !وہ ہمزہ جسے نقل کر کے پڑھا جائے۔

تمام قرآن مجید میں جہاں بھی دو متحرک ہمزے قطعی ایک کلمہ میں جمع ہوں۔اور کوئی سا بھی ہمزہ وصلی نہ ہو۔اور دونوں ہمزے خوب تحقیق سے پڑھے جاتے ہیں۔اور دونوں ہمزوں کو اپنے مخرج سے اور صفات کے ساتھ ادا کریں۔تو یہی ہمزہ محققہ ہوگا۔جیسے إِنَّكُمْ أَنتُمْ جہاں دو ہمزے جمع ہوں اور دونوں قطعی ہوں۔توتمام قرآن مجید میں ایک جگہ چوبیسویں پارے میں ایسی ہے کہ اس کلمے کے دوسرے ہمزے کو تسہیل سے پڑھتے ہیں۔ أَعْجَمِيٌّ

سورہ حم سجدہ رکوع 5 آیت 44 یعنی پہلے ہمزہ کو خوب تحقیق سے اور دوسرا ہمزہ بین بین پڑھا جائے گا۔ اس کو مشاق استاد سے خوب سیکھنا چاہیے۔ طلبہ کو پڑھتے ہوئے سنا ہے کہ تمام ہمزوں میں اگر تحقیق نہ بھی رہی ہو۔ تو خواہ مخواہ اس دوسرے ہمزے کو تحقیق سے پڑھ دیتے ہیں۔ اس طرح سے تسہیل تحقیق میں بدل جاتی ہے۔ اس لئے خوب احتیاط بلا جھجک ادا کرنا چاہیے۔ اس کلمہ مندرجہ بالا کے لئے قرآن مجید میں اور چھ جگہ بھی تسہیل ہے۔ گو ان میں پہلا ہمزہ استفہام کا ہے۔ دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہے۔ لئے وصل کو حذف کرنے کے لئے قراء نے ان جگہوں پر ابدال کو اولیٰ لکھا ہے۔ الآن

دو جگہ سورۃ یونس گیارہ سپارہ آیت 51۔91 میں تسہیل ہے۔ اور تمام قرآن میں ایک کلمہ ایسا ہے۔ جہاں مدلازم کلمہ مخفف ہے۔ آلذّکرَین

دو جگہ سورہ انعام آٹھواں پارہ آیت 144۔145 آللہ بھی دو جگہ ہے۔ ایک سورۃ یونس سپارہ گیارواں آیت 59 دوسرا نمل سپارہ انیسواں آیت 59 اگر ان کو تسہیل سے پڑھیں گے۔ تو مد پیدا نہ ہوگی اور اگر ابدال سے پڑھیں گے تو مدلازم کلمی مثقل پیدا ہو جائے گی۔ چونکہ آجکل مشہور ابدال کے ساتھ پڑھنا ہو چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے ان چھ ہمزوں کو بھی تسہیل سے پڑھا جائے کیونکہ قراء کرام نے لکھا ہے کہ ایک روایت یا طریقہ۔۔۔ عند القراء ثابت اور مشہور ہوا اور عوام میں متروک ہو چکا ہو تو اس کو متروک مشہور قاعدہ کو پڑھنا لازم ہے۔ تاکہ وہ روایت یا طریق بھی زندہ ہو جائے۔ آجکل عموماً روایت امام حفص پڑھانے میں ان طرق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جو علامہ شاطبی سے متعلق ہے۔ اس میں علامہ جزری نے جوف اختلاف طریق کیا ہے۔ وہ خصوصاً فوت ہو چکا ہے۔ اس لئے علامہ جزری یا علامہ شاطبی کے طرق کے اختلافات سے بھی تلامذہ کو واقف کرانا ضروری ہے۔ جب دو ہمزے جمع ہوں پہلا ہمزہ استفہام کا ہو دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح نہ ہو تو دوسرا ہمزہ گرا دیا جاتا ہے۔ اور صرف ہمزہ استفہام کو پرھا جاتا ہے۔ جیسے افتَرَیٰ کو افتَرَیٰ کو أَستَكبَرتَ کو أَستَكبَرتَ وغیرہ۔

جب دو ہمزے جمع ہوئے ہوں۔ پہلا ہمزہ متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزے کو پہلے ہمزے کے کی حرکت کے مطابق حرف سے بدل دیا جاتا ہے۔ جیسے امنو کی اُمنوای مان کو ایمان اؤتُمِن کو اوتُمن

جہاں دو ہمزے جمع ہوں۔ پلا ہمزہ وصلی ہو دوسرا ہمزہ ساکن ہو تو جب کسی کلمہ سے پرھیں گے تو پہلا ہمزہ وصلی تو درمیان کلام میں حذف ہو جائے گا۔ مگر دوسرا ہمزہ ساکن ماقبل کی حرکت سے نہ بدلا جائے گا۔ جیسے الذی اؤتُمِن۔

فِرعَونَ ائتُونِي۔ الملک۔۔۔ ائتُونِي

اب یہاں جب ہمزہ وصلی کو ثابت رکھیں گے تو ہمزہ ساکنہ تو ماقبل کی حرکت کے مطابق بدل دیں گے۔ یعنی الذی اؤتُمِن کو جب سے الذی سے نہ ملائیں۔ تو اؤتُمِن کو اوتُمن بلا ہمزہ پڑھیں گے۔ ہمزہ کو واو سے بدل دیں گے۔

تمام قرآن مجید میں لام تعریف کا ہمزہ وصل کی صورت میں حذف کیا جاتا ہے۔ اور اس ہمزہ کو درمیاں میں ثابت رکھنا درست نہیں۔ مگر افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہمارے ہاں بہت سے قاری صاحبان اس ہمزے کو بھی نہیں گراتے درمیان کلام میں۔

لام تعریف کا ہمزہ ابتدائے کلام میں ہمیشہ مفتوح پڑھا جائے گا۔ اسی طرح ہمزہ وصل جب فعل پر تو فعل کے تیسرے حرف کے حرکت کی موافقت میں پڑھیں گے۔ مثلاً اضرب میں تیسرا حرف مسکور ہے۔ اجتُثَّت میں تیسرا کلمہ مضموم ہے۔ اور اس میں ہمزہ مکسوری ہوگا کیونکہ ان کا ضمہ عارضی ہے۔ اصل میں ان پر کسرہ اور ''ی'' ہے۔ اس کا ہمزہ ہمیشہ مکسور ہوگا۔

مثلاً ابنَ۔۔ انتِقَامِ۔۔۔ وغیرہ۔

نون کا بیان

نون جب مشدد ہو تو اس میں غنہ ہوتا ہے۔ غنہ کے متعلق کافی بحث پچھلے شمارے میں کرچکا ہوں۔ اب نون ساکن اور تنوین کا بیان شروع ہوتا ہے۔ تنوین 2 زبر دو 2 زیر اور دو 2 پیش کو کہتے ہیں۔ جس کی آواز نون ساکن کی طرح ہوتی ہے۔ یہ حرکت صرف عربی زبان میں مستعمل ہے۔ ہاں البتہ اردو زبان میں صرف انہی جگہوں پر تنوین کا استعمال ہوتا ہے۔ جہاں کلمات کو عربی سے اردو میں ڈھالا گیا ہے۔ جیسے نسلاً بعد نسل وغیرہ۔

جن حروف پر حرکت تنوین ہو اس حرف کو منون کہتے ہیں۔

تنوین اور نون ساکن کا فرق

	تنوین		نون ساکن
1	اس کی کوئی خاص شکل نہیں ہے۔	1	نون ساکن کی مخصوص شکل ہے۔
2	یہ درمیان کلام میں نہیں آسکتا ہے۔ بلکہ کلمہ کے آخر میں ہوتا ہے	2	یہ درمیان اور اخیر میں آتا ہے۔ ہاں البتہ ابتدائے کلام میں ناممکن ہے۔
3	یہ کلمہ ہر وقف کی حالت میں گر جاتا ہے۔ یا پھر بدل دیا جاتا ہے۔	3	یہ وصل ووقف میں ثابت رہتا ہے۔

تنوین کی قسمیں

1۔ تمکن 2۔ مقابلہ 3۔ عوض 4۔ مناسبت 5۔ ترنم

تمکن۔ جو منصرف اسموں پر لفظاً یا تقدیراً آتی ہے۔ ہُدًی۔ وغیرہ

مقابلہ۔ جو نون کے مقابلے پر آوے مثلاً مسلمات وغیرہ

عوض۔ جو کسی کلمہ کے بدلے میں آوے۔ لَنَسۡفَعًا

مناسبت۔ جو کسی کی مناسبت میں ہوئے۔ جیسے سلسلاً کی تنوین

أَغۡلَالًا۔ کی مناسبت سے ہے۔

ترنم۔ وہ تنوین جو اشعار کے آخر میں ترنم کے لئے پڑھا جائے۔ لقد اصاباً

تنوین اور نون ساکن کے چار حال ہیں۔

1۔ اظہار۔ 2۔ ادغام۔ 3۔ اخفاء۔ 4۔ اقلاب

قبل ازاں کہ نون ساکن یا تنوین کے حال پر بحث ہوان اقسام کی ذات سے باخبر کرتا ہوں کہ اظہار سے مراد کیا ہے۔ وغیرہ

اظہار

حروف کواپنے مخرج سے مع صفات کے ادا کرنا جس کی صورت واضح او بین رہے۔

ادغام۔

ایک حرف ساکن یا متحرک کو دوسرے حرف میں اس طرح داخل کرنا کہاں پر تشدید پیدا ہوجائے کہ دونوں حروف کی آواز ایک ہوجائے یا مدغم کی آواز کا کچھ حصہ باقی رہے یہ صرف ادغام ناقص میں ہوتا ہے۔

اخفاء

یہ حالت صرف تنوین اور نون ساکن کی ہے۔ یعنی ان کی آواز کوناک میں چھپایا جاتا ہے۔ تو یوں تعریف ہے۔

الاخفاء حالۃ بین الاظہار والادغام

وہ حالت ہے جواظہار اورادغام کی درمیانی حالت ہو۔

اقلاب۔

ایک حرف کی جگہ دوسرا پڑھنا۔

الاظہار

جب حرف نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف حلقی میں سے کوئی حرف آوے تو وہاں اظہار ہوگا جیسے غنہ۔

حَاسِدٍاِذَاحَسَدَ ۔ اَنْعَمْتَ ۔ اَجْرٌ ۔ غَيْرِ

یادرہے اظہار ہونے کے باوجود بھی نون ساکن یا تنوین کی آوازناک میں معمولی سی ضرور بالضرور جائے گی۔ اگراس آواز کوناک میں نہ لے جایا گیا۔ تو یقیناً نون ساکن یا تنوین اور حرف حلقی کے درمیان سکتہ پیدا ہوجائے گا۔ اس سکتے سے بچانے کے لئے غنہ آنی کی ضرورت ہوگی۔

اظہار کی وجہ یہ ہے نون اور حلقی حروف میں کافی فاصلہ ہے۔ نون میں متوسط اور مذلقہ کی صفت اواسی طرح اس کی ادائیگی میں زبان کی نوک اور کنارے کا تعلق جہاں سے حروف آسانی سے ادا ہوہی جاتے ہیں۔ جب کہ حلق سے ادائیگی بہت محال ہے۔ تو اس لئے کہ کہیں ادغام نہ ہوجایئں۔ ان پر اظہار کیا جاتا ہے۔ جوکہ اصل ہے۔ جب کہ ادغام اور اخفاء وغیرہ نقل کی چیز ہے۔

بعض نے الف کو حروف حلقی میں گنا ہے۔ جیسا کہ امام فراء کا مذہب ہے۔ اس طرح سیبویہ اور شاطبی نے حرف حلقی سات گنے ہیں۔ الف چونکہ خود ساکن ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا بیان یہاں درست نہیں۔ وہ تنوین یا نون ساکن کے بعد آ ہی نہیں سکتا ہے۔

اور بعض حروف حلقی کی تعداد سات بتلاتے ہیں۔ مگر۔ غ۔ خ۔ جب کہ تنوین یا نوں ساکن کے بعد آویں تو وہاں بھی اخفاء کرتے ہیں۔ اس کو امام یزید بن رومان نے اختیار کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ غ۔ خ۔ چونکہ "ق" کے مخرج کے قریب سے نکلے ہیں چونکہ آق سے پہلے کون پر غنا ہوتا ہے۔ اس لئے اس "ن" ساکن" پر بھی ہوگا جو کہ غ۔ خ۔ کے قبل ہوگی۔ مگر ہم جمہور کے مذہب کے مطابق ادائے رکھیں گے۔

الادغام

نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف "یرملون" میں سے کوئی حرف آوے۔ تو ادغام ہوتا ہے۔ ہاں البتہ ان چھ حروف میں سے چار میں ادغام تام ہوگا۔ اور باقی میں ادغام ناص ہوگا۔ "ی" "و" میں ادغام ناقص ہوگا۔ بلکہ بالغنۃ ہوگا۔ اسی طرح۔ ل۔ م۔ ن۔ ر۔ میں ادغام تام ہوگا۔ ہاں فرق اتنا ہے۔ ل۔ ر۔ میں ادغام ب بالغنۃ اور بلا غنہ دونوں جائز ہے جب کہ ن۔ م۔ میں ادغام ب بالغنۃ ہوگا۔ اور ل۔ ر۔ میں بلا غنہ ہوگا۔ آجکل یہی طریقہ رائج ہے۔

محققین نے لکھا ہے کہ ل۔ ر۔ سے ماقبل ن ساکن یا تنوین آئے اور وہ نون ساکن لکھی ہوئی ہو۔ اور دوسرے حرف سے فصل میں ہو۔ جیسے۔ فان لم غیر مرسوم اور موصول کی مثال ایسی ہے جیسے فالم جو درحقیقت فان لم ہے مگر ن لکھا ہوا نہیں ہے۔ تو اس میں ادغام بالغنۃ بھی جائز ہے۔ جب کہ مفطوع مرسوم ہو۔ "نون" ساکن مرسوم مفطوع سے بعد ل۔ ط۔ آوے تو غنہ ہوتا ہے۔ اور ادغام ناقص ہوگا۔ اس طریقے سے تمام حروف یرملون میں سے چار ہیں۔ (و۔ ی۔ ل۔ ر) ادغام ناقص ہوگا۔ اور ن۔ م میں ادغام تام ہوگا۔ مثلاً

من یومن من وال من ربہ من لدنہ من نشاء من ماء

بعض نے اختلاف کیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ن م میں بھی ادغام ناقص ہوتا ہے۔ چونکہ ن م کے قبل تنوین یا نون ساکن ہے۔ مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ حروف یرملون میں سے ن م میں ادغام ہونا اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کہ وہاں جب ادغام ہو۔ وہ ادغام ناقص ہی ہو۔ بلکہ ن م میں تمام صفات یکساں نہیں۔ دوسرے حروف کا اس کے مثل میں ادغام ہی نام ہوتا ہے۔ اس لئے ن کا ادغام تو "تمام" ہوگا۔ اور چونکہ م تمام صفات میں اس کے ہم پلہ ہے۔ اس لئے اس میں بھی ادغام تام ہوگا۔

ادغام تام

وہ ادغام ہوتا ہے کہ مدغم اس طرح مدغم فیہ میں داخل ہوجائے کہ مدغم کی کوئی آواز باقی نہ رہے۔ بلکہ مدغم فیہ کی آواز واضح ہو۔ اور اس پر تشدید پیدا ہوجائے۔ من نصرین

ادغام ناقص

جس میں مدغم کی آواز مکمل طور پر مدغم فیہ میں داخل نہ ہوجائے بلکہ کچھ اپنی آواز کا اثر باقی رہے۔ جیسے۔ مَن یُومِنُ

تمام قرآن مجید میں اس یرملون کے قاعدے کے تحت چار الفاظ میں ادغام نہیں ہوتا ہے۔ بوجہ اس کہ اس ادغام کے لئے شرط ہے کہ حرف یرملون اور نون ساکن یا تنوین جدا جدا کلموں میں ہوں مگر یہاں ایک ہی کلمہ میں ہے۔ ادغام کرنے سے مطلب یوں ہوتا ہے۔ ک حرف میں خفت پیدا کی جائے تو الفاظ کی ہیت بالکل بگڑ جائیں گے۔ اور دوسرے محققین اہل ادا نے اس میں اظہار کیا ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ قنوان۔ بنیان۔ صنوان۔ دنیا۔ سورہ قیامہ میں اظہار ہونا بوجہ سکتہ کے ہے۔

سورۃ یٰسین والقرآن الحکیم اورن والقلم میں بھی ہمارے ہاں اظہار سے پڑھنے کا طریقہ اب چونکہ۔۔۔ یہ مشہور ہوچکا ہے۔ قریباً ادغام سے پڑھنے کا طریق معدوم ہوچکا ہے اس لئے ااساتذہ کرام فن کو چاہیے۔ ادغام سے بھی پڑھایا کریں۔ یہ ادغام اس طرح پر ہوگا۔ کہ اگر ہم حروف مقطعات کو جداجدا کریں۔ یٰسین۔ نون۔ اس طریقہ سے ن ساکن کے بعد و متحرک آرہاہے۔ اوراس میں ادغام لازم ہے۔

الاخفاء

تنوین یا نون ساکن کے بعد حروف اظہار یعنی حلقی حروف یرملون الف اوربا نہ آویں۔ تو بقیہ پندرہ حروف آویں تو اخفاء ہوتا ہے۔ وہ حروف یہ ہیں۔ 1ت 2ث 3ض 4وٗ 5ذ 6ژ 7س 8ش 9ص 10ض 11ط 12ظ 13ف 14ق 15ک۔ یعنی ادائیگی میں نون ساکن یا تنوین کی آواز مکمل طور سے مخرج کی بجائے ناک سے ادا ہو۔

الاقلاب

تنوین یا ساکن کے بعد حرف ''با'' آوے تو اس تنوین یا نون ساکن ''میم'' سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ اس طرح ادائیگی پہلے دونوں ہونٹ مل جایئں۔ پھر غنہ ہو اوران کے ہونٹ کھل جایئں۔ او ہونٹ کو مظبوط نہ رکھنا چاہیے۔ اس سے حروف صاف واضح ادا ہوگا۔ اب مزید مثالیں لکھتا ہوں تاکہ ان چاروں حال کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوجائے۔

اظہار

عربی۔ تنزیل سے کاپی کرنی ہے۔

اقلاب

نون ساکن یا تنوین اظہار کو مظہرہ نون ''ساکن یا تنوین ''اخفا کو مخفیٰ۔ نون ساکن یا تنوین ادغام کو مدغمہ اور نون ساکن یا تنوین اقلاب کو منقلبہ کہتے ہیں۔

میم کے احکام

میم جب مشدد ہوگی تو اس میں ''ن ''مشدد کی طرح غنہ ہوگا۔ غنہ کی صحیح مقدار ایک الف ہے الف کی صحیح مقدار کا اندازہ محض اساتذہ فن جو مشاق ہوں ان کے پڑھنے پر موقوف ہے جس طرح استاذ فن پڑھے جس تلاوت کے درجہ میں پڑھے۔ اسی طرح الف کی مقدار بھی کم زیادہ ہوگی۔ جب ترتیل میں پڑھے گا تو الف کی مقدار علیحدہ ہے۔ حدود میں اورتدویر میں اور ہوگی الف کی مقدار کو انگلیوں کے کھلنے اور بند ہونے سے سمجھنا مشکل ہے نا معلوم انگلی ترتیل میں کتنی تیزی سے کھلے جب حدر وتدویر میں آہستہ اس لئے بہتر صورت یہی ہے۔ کہ الف کی مقدار کو مشاق استاذ کے پڑھنے پر محمول کرے اور جو مشاق ہوگا۔ وہ یقیناً صحیح الف کی مقدار کا مکلف ہوگا۔ اوراس ماہر کے پڑھنے اور مقدار جو ماہر ہی خوب سمجھیں گے باقی رہا۔ میم ساکن کے تین حال ہیں۔

1۔ ادغام۔ 2۔ اخفاء۔ 3۔ اظہار

الادغام۔

جب میم ساکن ہواس کے بعد بھی میم متحرک ہو تو اس ساکن میم کو اس متحرک میم میں ادغام کردیں گے ۔ اوراسی طرح سے دونوں میم مل کر ایک میم مشدد بن جائیگی اور اس پر غنہ ہوگا۔

الاخفاء

میم ساکن ہواس کے بعدب متحرک ہو تو میم کو اخفاء سے پڑھیں گے ۔ مثلاً وما ہم بخارجین

الاظہار۔

میم ساکن کے بعدم یاب کے علاوہ جتنے بھی حروف آئیں ۔ سب حروف اظہار ہوں گے ۔

ہاں البتہ بعض کتب میں دیکھا گیا ہے ۔ کہ وہ حروف شفوی میں اخفاء کرتے ہیں یعنی جب میم کے بعد حروف شفوی آئے تو اخفاء کرتے ہیں ۔ یا صلہ کرتے یا گونہ حرکت دیتے ہیں ۔ اوراس طرح سے پڑھنا کسی معتبر سے ثابت نہیں ہے ۔ البتہ بعض چھوٹے رسائل میں ہے ۔ ہاں البتہ میم کے ساکن کے ''ب''آوے تو اخفاء نہ کرنا تو بعض ضعیف روایات سے ثابت ہے ۔ اسی طرح میم ساکن کے کوئی حرف متحرک آوے تو سبعہ قراء میں بعض قراء نے توصلہ سے میم کو پڑھا ہے ۔ مگر میم کے بعد واوفا آوے تو کسی نے اخفاء نہیں کیا ہے ۔ نہ ہی کسی نے گونہ حرکت دی ہے ۔ اس لئے عوام میں ''بوف'' کا قاعدہ مشہور ہے وہ صرف غلط العوام ہے ورنہ محققین کے نزدیک سر سے ہی غلط ہے ۔

راکا بیان۔

رجب متحرک ہوگی تو مفتوح و مضموم حالت میں مفخم پڑھا جائے گا ۔ اور مکسور ہونے کی حالت میں را ترقیق سے پڑھی جائیگی اور را جو مشدد ہوگی ۔ وہ اپنی حرکت کے مطابق پڑھی جائے گی ۔ یعنی را پہلی دوسری کے تابع ہوگی ۔ جیسے ۔ دری ۔ شراً وغیرہ پہلی مثال دونوں را باریک اور دوسری مثال میں ر مفخم ہوگی ۔ ہاں البتہ را ساکن ہو تو اس کی مختلف حالتیں ہوں گی ۔

1 ۔ جب را ساکن ہو تو اس کے ماقبل کی حرکت کے مطابق پڑھیں گے یعنی را سے ماقبل مفتوح و مضموم ہو تو راپر اور مکسور ہو تو را باریک ہوگی ۔ ترتیلا ۔ ارکضوا ۔ تنذر

2 ۔ جب را ساکن ہو اور اس کا ماقبل بھی ساکن ہو تو اس را کو بھی ماقبل کی حرکت کے مطابق پڑھیں گے ۔ جیسے ۔ والعصر ۔ خسر مگر یہ حالت وقف کی ہی صورت میں پیدا ہوا کرتی ہے ۔ مثلاً اور موخر کے ماقبل مضموم ہے ۔ تو اب ان دونوں را کو پر یعنی منہ بھر کر ادا کریں گے ۔ اسی جب را کا ماقبل ساکن اور اس کا ماقبل ساکن اس سے قبل حرف پر کسرہ ہو تو را کو باریک پڑھیں گے جیسے ۔

حِجر یہاں وقف کی صورت میں را ساکن ماقبل ج ساکن اور حا مکسور ہے ۔ اسی طرح ''ح'' ''ی'' کی حرکت کسرہ کے مطابق باریک پڑھی جائے گی ۔ بہت سی مساجد کے آئمہ کرام جب ان صورتوں کو پڑھتے ہیں تو اوقاف کی حالت میں را کی ذرا بھی بو آنے نہیں دیتے ہیں ۔ جس سے ایک پورا حرف کا حرف ہی غائب ہو جاتا ہے ۔ یعنی والعصر کی بجائے والعصر ہو کر رہ جاتی ہے ۔ جس سے یقینی طور پر لفظ کے معنی بدل جاتے ہیں یا کوئی مہمل نے معنی کلمہ بن کر رہ جاتا ہے ۔ اور اس طرح جاننے والے کی نماز ہی جاتی رہتی ہے ۔ چونکہ ہمارے ہاں قرآن کی قراءت کے علم اور تجوید کو بعض محتاط حضرات (جو کہ ضرورت سے زیادہ سنت کے حامل ہیں ۔) وہ بدعت قرار دیتے ہیں ۔ اس طرح سے یہ بات عوام میں پھیل کر اب اس فریضہ کو ختم کرنے کے کوشاں ہیں ۔ حالانکہ تجوید کے خلاف قرآن مجید پڑھنے والا باوجود مکلف ہونے کے اسے نہ پڑھے تو حق تعالیٰ جل شانہ کی ناراضگی کے مستحق ہیں ۔ اس ذات بابرکات کی

خفگی کسی بڑے سے بڑے نبیؑ کی برداشت سے باہر ہے۔ کجا آجکل کا مسلمان مجھ سا بد عمل اور گناہگار اور جو حضرات منکر تجوید ہیں۔ اور بدعت قرار دیتے ہیں وہ یقیناً قرآن مجید کی آیت ورتلنہ ترتیلا کو سمجھے ہی نہیں ہیں۔ اور ایمان کی خیر منائیں۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت نہایت ہی احتیاط سے خوب حروف کو سنوار کر ہونی چاہیے۔

را کی صفت جہر اور تکرار کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔ جس سے را کی آواز بہت صاف اور واضح ادا ہوگی۔

3۔ جب را ساکن ہو ما قبل ساکن ''ی'' ہو تو وہ را ہر حالت میں باریک پڑھی جائیگی یہ حالت بھی وقف کی صورت میں پیدا ہوگی۔ مثلاً

لاخیر قدیر

4۔ ساکن را سے ماقبل کسرہ عارضی یا ہمزہ وصلی ہو تو وہ را بھی پُر پڑھی جائیگی۔ جیسے

اَنِ ارتَبتُم ۔ اَمِ ارتَابُوا۔ رَبِ الرجِعُون۔ اِرجِعی۔ وغیرہ

5۔ ساکن را کے بعد حرف مستعلیہ آوے تو۔۔۔ استعلاء کی صفت کو اس حرف مستعلیہ میں قائم رکھنے کے لئے اس را ساکن کو بھی پُر پڑھتے ہیں۔ مثلاً، مرصَادِ۔ فِرقَۃِ مگر فِرق کی را میں خلف ہے۔ بعض کی رائے میں پُر ہے۔ بوجہ قاعدہ مذکورہ اور بعض کی رائے میں باریک ہے بوجہ ''ق'' کے کسرہ کے اب اس کی تفخیم خود ہی بہت کم ہے۔ اس لئے وہ کس طرح دوسرے حرف کو مفخم کرسکے گا۔ بہر حال جس سے جیسے بنے پڑھ لے کیونکہ را کی تفخیم و ترقیق کا تعلق محض صفت عارضہ سے ہے۔

اب ان جگھوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ جو قاعدہ نمبر 4 نمبر 5 کے تحت میں آرہے ہیں۔ کسرہ عارضی ہمزہ وصلی والے را آت۔

اِنِ ارتَبتُم (دوبار پ 7 مائدہ ع)

ارجِعی (سورۃ فجر پ 3۔)

اَرجِع (پ 19 نمل رکوع 3۔)

ارجِعُوا (پ 13 یوسف ع 1۔)

رَبِ ارجِعُونِ (پ 18 مومنون)

رَبِ ارحَمہُما (پ 15 اسرائیل ع 3)

حروف مستعلیہ والے

اِرصَادًا (پ 11 توبہ ع 13)

مِرصَادًا (پ 30)

لَبِالمِرصَادِ (پ 30 سورہ فجر)

فِرقَۃٍ۔ (پ 11 توبہ ع 15)

فِ رَقٍ (پ19 شعراء ع 4)

قِرۡطَاسٍ)پ 7 انعام ع 1)

ان کے علاوہ قرآن مجید کے کئی کلمات کو رسم الخط کی مطابقت میں پُر پڑھے جاتے ہیں۔ جو وہ درحقیقت باریک پڑھے جانے چاہییے۔ مگر اوزان اور فواصل برابر کرنے کے لئے ان کے آخری ''ی'' کو گرادیا جاتا ہے۔ اس طرح بحالت وقف انہیں پُر پڑھانے کا رواج قائم ہوچکا ہے۔ حالانکہ اولیٰ و افضل طریقہ یہی ہے۔ کہ انہیں بحالت وقف پُر نہ کیا جائے۔ بلکہ ترقیق سے اپنی اصلی کیفیت کے مطابق ادا ہو وہ کلمے یہ ہیں۔

فَأَسۡرِ (پ 12 سورہ ہود ع 6)

إِذَا يَسۡرِ (پ 3 الفجر)

6۔ رامماله جوکہ تمام روایت سیدنا امام حفص میں ایک ہی جگہ ہے باریک پڑھی جائے گی۔ رامماله کہتے ہیں۔ اس را کو جس پر اماله کیا جائے۔ (اماله کی تعریف پہلے تحریر کرچکا ہوں۔) وہ بارہویں سپارہ سورۃ ہود ع 4 بسم اللہ مجرھا میں را کے الف پر اماله ہے اس وجہ سے اس را کو باریک پڑھیں گے۔ اماله کی ادائیگی نہایت ہی کوشش سے کرنی چاہیے۔ بعض حضرات اماله صغریٰ اور کبریٰ میں فرق نہیں کرسکتے ہیں۔

7۔ رامرمه موقوفه بالروم۔ وہ را جس پر وقف بالروم کیا جائے۔ روم کہتے ہیں۔ کسی بھی حرف متحرک کے حرکت کے چوتھائی حصہ کو پڑھنا جب کہ اس پر وقف کیا جارہا ہو۔ روم اتنی ہلکی آواز ہوتی ہے۔ جیسے صرف قریب والے ہی سن سکتے ہیں۔ مگر بہرہ انسان نہ سن سکے گا۔ (باقی تفصیل باب الوقف میں بیان ہوگی۔) ایسی را پر چونکہ سکون پیدا نہیں ہوا اس لئے اس کو اس کی حرکت کے مطابق ہی پڑھیں گے یاد رہے روم صرف کسرہ اور ضمہ پر ہوگا۔ فتح پر روم نہ ہوگا۔ اس طرح جب تنوین مکسور اور مضموم پر وقف بالروم کریں گے۔ تو ایک ہی حرکت پڑھیں گے۔ تنوین کی آواز پر روم نہ ہوگا۔ جیسے قدیر یا خبیر وقف بالروم کی حالت میں قدیر 4/1 یا خبیر 4/1

لام کا بیان

جب لفظ اللہ سے ماقبل حرف مفتوح یا مضموم ہو تو وہ لفظ اللہ کا لام مفخم پڑھا جائے گا۔ جیسے من اللہ۔ ھواللہ۔ لیعبداللہ۔ واتقواللہ۔ جو مکسور ہو ماقبل اس لام کو اور تمام لاموں کو باریک ہی پڑھیں گے۔ مثلاً بسم اللہ۔ اعوزباللہ۔ الذین۔ الصلواۃ وغیرہ۔

اوی کا بیان

اوی ساکن ماقبل ان جیسی حرکت ہو یعنی الف ساکن ماقبل مفتوح سی ساکن ماقبل مکسور و ساکن ماقبل مضموم ہو ان کو مد کرکے پُر پڑھیں گے۔ اگر ان کو اشباع سے نہیں پڑھیں تو الف زبر۔ وپش۔ بنکرہ جائے گا۔ اس لیے اوی ساکن کی طبیعت اور ذات میں بھی مدشابت ہوئی۔ اوی کی جو مقدار مد ہے۔ اسے مد اصلی۔ ذاتی تملیک طبعی۔ قصر کہتے ہیں۔ اور یہ مقدار ہر وقت ان کی ذات میں قائم رہے گی۔ ان کے علاوہ جو مقدار کھینچی جائے گی۔ اسے مد فرعی کہتے ہیں۔ وہ اصل ہی کی قسم ہے۔

مد فرعی

مد فرعی تمام قرآن میں دو طرح پیدا ہوتے ہیں۔

1۔ حرف مدہ کے بعد جب ہمزہ آئے۔

2۔ حرف مدہ کے بعد سکون ہو۔

1۔ الف۔ جب حرف مدہ کے بعد ہمزہ اور وہ ہمزہ اسی کلمہ میں متصل ہو تو اس مد کو مد متصل یا واجب کہیں گے۔

(ب)۔ جب حرف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو اسے مد منفصل کہیں گے۔

مد متصل :۔ مَآءً۔۔ سُوٓءَ۔۔ سَيِّئَةٌ

مد منفصل :۔ اِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔۔۔ الَّذِيٓ أَطْعَمَهُم۔۔۔ أُمِرُوٓا إِلَّا

2۔ الف۔ جب حروف مدہ کے بعد سکون اصلی ہو اسے مد لازم کہیں گے۔

ب :۔ جب حروف مدہ کے بعد سکون عارضی ہو اسے مد عارض کہیں گے۔

تمام قرآن مجید میں مد لازم دو قسم پر ہیں۔

1۔ مخفف 2۔ مثقل

1۔ مخفف وہ مدود ہیں یعنی حروف مدہ کے بعد ساکن حروف مجزوم ہو۔

2۔ **مثقل**۔ حرف مدہ کے بعد حرف مشدد ہو۔۔۔ مخفف اور مثقل مدود ایک تو کلمات قرآن میں ہوں گے۔ وہ لازم کلمی کہلایئں گے۔ اسی طرح جو حروف مقطعات میں ہوں گے۔ وہ مد لازم حرفی کہلایئں گے۔ جو مخفف ہوں گے وہ مد لازم۔۔۔ مخفف اور جو **مثقل** ہوں وہ مد لازم مثقل ہوں گے۔

جب کسی کلمہ قرآنی پر وقف کیا جاوے جب کہ حرف موقوفہ سے قبل حرف مد ہو وقف کی صورت میں چونکہ وہاں عارضی طور پر سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مد پیدا ہوگی۔ اس مد کو مد عارض وقفی کہیں گے۔ جب حرف لین کے بعد سکون پیدا ہو تو وہاں مد لین پیدا ہوگا۔ اگر سکون اصلی ہو تو مد لازم لین۔ اگر سکون عارضی ہو تو مد عارضی لین تمام کلمات قرآنی میں کوئی بھی مد لین لازم نہیں ہے۔ ہاں البتہ حروف مقطعات میں سے سورۃ مریم۔ سورۃ شوریٰ۔ کے ،۔ کھیعص حم عسق عینوں میں

(عین کو کھول دیا جائے تو ی لین کے بعد ''ن'' کا سکون اصلی ہے اس میں مد لازم لین ہے۔)

اس کے علاوہ تمام قرآن میں کوئی مد لازم لین نہیں ہے۔ کلمات قرآن میں صرف وقف کی حالت میں ہی مد عارض لین پیدا ہوتے ہیں۔

مد متصل :۔ مَاشَآءَ اللهُ۔۔۔ لِتَنُوٓءَا۔۔۔ هَنِيٓا

مد منفصل۔ وَلٰكِنِّيٓ أَرَاكُمْ۔۔ اَمِ ارتَابُوٓا۔۔۔ اَم يَخَافُونَ

مد لازم کلمی مخفف :۔ آلْئٰنَ۔۔۔ یہ مد صرف اسی کلمہ میں جو سورۃ یونس پ 11 میں دو جگہ پر ہے۔

مد لازم کلمی مثقل :۔ اَتُحَآجُّونِّي

مدلازم حرفی۔

مدحرفی حروف مقطعات میں پیدا ہوتے ہیں۔ کل تعداد حروف مقطعات کی چودہ ہے۔ جن کا مجموعہ نقص عسلکم حیی طاہر ان میں پہلے آٹھ حروف یعنی نقص عسلکم تین حرفی ہیں۔ یعنی ''نون'' کو جب اس کے طریق پر رسم میں لائیں گے۔ تو یوں ہوگا۔ نون۔ اس میں و ساکن محل مدہوا۔ اور ن کا سکون اصلی سبب مد ہو۔ اس طرح قاف۔ صاد وغیرہ سب میں ایک محل مد اور ایک سبب موجود ہے۔ ان آٹھ حروف کے علاوہ باقی پانچ دو حرفی ہیں۔ ان میں محل ہے تو سبب نہیں۔ الف صرف تین حرفی ہے۔ جو محل اور سبب سے خالی ہے۔ اب اس طرح ہم جب ان حروف کو کھولتے ہیں۔ تو ان میں حروف مدہ کے بعد جہاں سکون اصلی وہاں مخفف اور جہاں حرف مشدد پیدا ہو جائے۔ وہاں مدلازم حرفی مثقل ہوگا۔ مثلاً الم۔ کو لیجئے۔ الف لام میم لام میں الف محل م ساکن سبب ہے م ساکن کے بعد دوسری میم متحرک ہے۔ اب میم ساکن میم متحرک میں ادغام ہوگا۔ اور اس طرح سے متحرک پر تشدید پیدا ہوگئی۔ تو لام کے الف کے بعد میم مشدد ہوگئی۔ اس طرح لام کا مدمدلازم کلمی مثقل ہوا۔ اور میم کا مدمدلازم کلمی مخفف ہوا۔ بہت سوں کو ان مدوں میں مغالطہ رہ جاتا ہے۔ کہ وہ میم کو مشدد دیکھ کر میم کو مثقل کہہ دیتے ہیں۔ اس مظالطے سے بچنا ضروری ہے۔

مدلازم حرفی مخفف :۔ الر۔ ن۔ ص

مدلازم حرفی مثقل :۔ الم۔ المر

مدلازم لین :۔ عسق

مدعارض وقفی :۔ تُكَذِّبَانِ۔۔۔ الْمَصِيرُ۔۔۔ يَعْلَمُونَ

مدعارض لین :۔ الطَّوْلِ۔۔۔ لَا ضَيْرَ

مندرجہ ذیل نقشہ سے اُمید ہے اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ اکثر طلبہ کو میں نے اسی طرح سمجھا کر تجربہ کیا ہے۔ کہ بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔

نقشہ مدات

جن مدود کا پہلے زکر لکھ چکا ہوں۔ ان کے علاوہ بعض قراء نے مندرجہ ذیل مد کی قسمیں بھی بتائی ہیں۔

1۔ مدعوض۔ 2۔ مدبدل۔ 3۔ مدفرق۔ 4۔ مد تعظیم یا توحید۔ 5۔ مد نفی مبالغہ

1۔ مدعوض :۔ جب کسی کلمہ کا آخری الف ہو اور اس پر مفتوح تنوین ہو تو اس تنوین کو الف سے بدل کر کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ تو اسے مدعوض کہتے ہیں۔ مثلاً۔ خبیرا۔ قدیرا وغیرہ۔

2۔ مدبدل :۔ جہاں دو ہمزے جمع ہوں۔ اور پہلا ہمزہ متحرک ثابت رکھ کر دوسرے ہمزہ ساکن کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے مطابق حرف سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ تو اس تبدیل حرف مد سے بدل کر پڑھنے کو مدبدل کہتے ہیں۔ مثلا۔ اٰمنو کو اٰمنو۔ اٰمان کو اِیمان

3۔ جہاں دو ہمزے جمع ہوں۔ پہلا ہمزہ استفہام دوسرا ہمزہ خبر کا ہو تو اس ہمزہ کو الف سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ تو اسے مدفرق کہتے ہیں۔ (اور اسے ہمزہ کی تسہیل کے باب میں لکھا ہے۔) مثلاأَللہ کو آللہ وغیرہ۔

4۔ مد تعظیم یا توحیدی :۔ یہ مد صرف اللہ کی عظمت اور وحدانیت کو ثابت کرنے کی قراء نے غیر قرآن میں جائز لکھا ہے۔ اور اس کی مقدار سات الف مقدار ہے جیسے اذان میں۔ اللہ

اکبر۔ اللہ اکبر۔ لفظ اللہ پر۔

5۔ مد نفی یا مبالغہ :۔ یہ مد صرف شیخ القراء حضرت قاری حمزہ کوفیؒ لا نفی جنس کی وضاحت کے لئے مد کرتے ہیں۔ یہ ہوتا بھی لفظ لا پر ہے۔ یہ طیبہ کے طریق پر ہے۔ نہ کہ شاطبہ کے۔

مد کے لغوی معنی۔

کھینچنا۔ اصطلاح قراء میں

اطالۃ الصوت بحرف من حروف المد

آواز کو حرف میں سے کسی حرف پر کھینچنا۔

تجربہ سے لکھا گیا ہے کہ اگر تمام مدود کے سمجھنے میں اگر مندرجہ ذیل نقشہ کو سمجھ لیا جائے۔ تو بہت آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

نقشہ۔

مقدار مد

مد کی مقدار میں تین حالتیں ہیں۔ 1۔ طول۔ 2 توسط۔ 3 قصر

1۔ طول کی مقدار میں کم از کم تین الف اور زیادہ سے زیادہ پانچ الف ہے۔

2۔ توسط۔ کی مقدار طول کے مطابقت سے ہوگی۔ یعنی طول اگر تین الف ہے توسط دو الف طول چار الف کو توسط دو یا تین الف اگر طول پانچ الف ہے۔ تو توسط تین یا چار الف ہوگی۔

3۔ قصر کی مقدار ایک الف ہوگی۔ اگر اس سے بڑھ گئی۔ تو توسط یا طول اگر کم ہوگئی۔ تو حرکت بن کر رہ جائے گی۔

مد متصل میں طول اولیٰ ہے یعنی تین سے پانچ الف تک مگر جب کسی مد متصل پر وقف کیا جائے تو وہاں چونکہ دو قسم کے مد پیدا ہوں گے۔ ایک تو متصل دوسرا مد عارض وقفی پیدا ہوگا۔ تو اس صورت میں اسے توسط سے پڑھیں گے۔ اور توسط سے پڑھنا اولیٰ و افضل ہے۔

مد منفصل :۔ میں بھی طول اولیٰ ہے۔ مگر اس میں توسط اور قصر بھی جائز ہے۔ اس لئے قرآن میں جہاں بھی مد منفصل آئے۔ اگر اسے پڑھا ہے تو ہر جگہ پڑھے اگر حذف کیا ہے تو ہر جگہ حزف کرے۔ کیونکہ اس کا حذف کرنا بھی جائز ہے۔

مدود لازم کلمی حرف مخفف و مثقل سب میں طول ہی جائز ہے۔

گو بعض قراء نے ان میں اختلاف کی کوشش کی ہے مگر جمہور قراء کی رائے پر ان میں طول ہی اولی ہے۔ مدلین لازم میں طول اولیٰ ہے جب کہ قصر و توسط بھی جائز ہیں۔

مد عارض وقفی میں طول توسط قصر تینوں جائز ہیں۔ مگر طول اولیٰ ہے۔

مدلین عارض میں طول توسط قصر تینوں ہی جائز ہیں۔ مگر بر عکس مدعارض وقفی کے اس میں قصر اولیٰ ہے۔

جب بھی تلاوت شروع کی جائے تو مشاق قراء پر یہ لازم ہے کہ وہ مدکی مقدار شروع سے متعین کریں۔ اور پھر تمام تلاوت میں اسکا التزام کریں۔ اور اس میں فرق نہ آنے دیں۔ یعنی مگر ابتداء میں مد متصل کے طول کی مقدار تین الف رکھی ہے۔ تو تمام تلاوت میں تین الف ہی سے پڑھے اور ایسے ہی مد منفصل کی طول کی مقدار تین الف ہے۔ تو اسے بھی باخوبی نبھائے۔ اور منفصل میں توسط یا قصر کیا ہو تو تمام جگہ اسی طرز و طریقہ کو جاری رکھے نہ کہ کسی جگہ زیادہ کسی جگہ کم کرے۔ اس طرح سے اناڑی پن کا اظہار ہوگا۔ اور تلاوت کی خوبی نمایاں نہ ہوگی۔ بلکہ بھداپن پیدا ہو جائے گا۔

اسی طرح جتنے بھی مدلازم ہیں۔ ان کے طول کو برابر لازم رکھے۔ اور ان کے طول مد متصل کے طول کے مساوی رکھے۔تاکہ پڑھنے میں آسانی اور خوبصورتی رہے۔ مدعارض وقفی اور مدلین لازم میں طول کا بھی اہتمام کرے۔ اور مدعارض لین میں قصر کو خوب نمایاں کرے۔ اس طرح وہ باریکیاں بھی واضح ہو جایئں گی۔ جو غیر قاری نہیں جانتے۔ اور اپنی لاعلمی اور جہالت کا اعتراف کرنے کی بجائے۔ خوامخواہ وہ اعتراض کی بوچھاڑ کرتے ہیں جس کا ایک نمونہ درج ذیل ہے۔

''فن تجوید نے قرآن کے الفاظ کی صحت میں بے حد مدد دی ہے۔ معلوم ہے کہ قرآن کو درست پڑھنا شرعا ضروری ہے۔ اس لیئے فن تجوید سے استغنا کی بھی کوئی صورت نہیں۔ فن تجوید کا اصل مقصد الفاظ کے مخارج کی صحت اور صفات حروف اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے گانا اور مخارج میں بلاوجہ تکلیف تجوید کا جز بن گیا ہے۔ قاری کا تلفظ صحیح نہ ہو۔ لیکن اس کے لیئے اچھی یعنی باانداز غنا اور موسیقی ہو تو اسے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ آجکل جس قدر غلطی غیر موجودقاری کرتا ہے۔ اس قدر مجودقاری قرآن عزیز کو خراب کرتے ہیں۔ عام قاری الفاظ کے مخارج اظہار۔ اخفیٰ۔ وقف اور ابتداء میں غلطی کھاتے ہیں۔ لیکن مجودقاری الفاظ کے زیر و بم اور اسے موسیقی کی تانوں میں لے جا کر قرآن کی بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس میں اعتدال کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید صحیح طور پر پڑھا جائے۔ اس کے مخارج درست ہوں۔ لیکن اسے قوالی اور راگ کا انداز نہیں بنانا چاہیے۔

وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اقرء والقران بلا حرف العرب واصواتها وایاکم و لحون اہل الکتب بین واہل الفسق فانه سیجئ بعدي قوم یرجعون القران ترجیع الغناء و الرہبانیۃ والنوح لایجا ورحنا جرہم و مفتونۃ قلوبہم وقلوب من یعجبہم شانہم اہ طسن ہب (جامع الصغیر مع فیض القدیر ص 25 ج 2)

قرآن کو عرب کی آواز اور لہجے میں پڑھو۔ اہل کتاب اور فساق کے لہجہ سے بچو۔ عنقریب ایسے لوگ آیئں گے جو اسے موسیقی کی تانوں میں پڑھیں گے۔ نوحہ اور رہبانیت کا لہجہ پسند کریں گے۔ قرآن ان کے حلق سے نہیں اُترے گا۔ ایسے قراء اور ان کو پسند کرنے والوں کے دل فتنوں کی نظر ہو چکے ہیں۔ (مقدمہ ترجمۃ القرآن از ترجمہ ثنائی مطبوعہ بمبئی صفحہ 44)

الحمد للہ۔ اللہ کا کرم ہے کہ اب علمائے اہل حدیث نے بھی اس فن کی تعریف میں یہ چند الفاظ لکھ لیے ہیں۔ مگر اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی شخص کو کہے تو بڑا نیک متقی پرہیز گار ہے۔ مگر ''ڈاکو'' ہے۔ اب ایک لفظ ڈاکو اس کی تمام خوبیوں پر چھا گیا۔ اور سننے والے سب بدظن ہوگئے۔

''اقتباس آجکل جس قدر غلطی غیر مجودقاری کرتا ہے۔ اسی قدر سے مجودقاری قرآن عزیز کو خراب کرتے ہیں۔

اول تو سمجھا جائے کہ جو قرآن عزیز کو پڑھنے میں خراب کرتے ہیں۔ وہ قاری مجود بھی ہیں یا نہیں۔ پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔

اور وہ حضرات جو فنی باریکیوں سے ناواقف ہیں۔ وہ اپنی کم علمی اور کم فہمی اور جہالت کی بناء پر ہر اس شخص کو قاری کہہ سکتے ہیں۔ جو قرآن کو گائے مگر مجودقاری کو کبھی گاتے نہیں سن سکتے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کو موسیقی کی تان میں باانداز غنا لے جانا اور لہجہ میں فرق کرنا بہت ہی ضروری ہے۔

لہجہ کی تعریف ہے انسان کی طبعی آواز جو ہر وقت نکل سکتی ہے ۔ اور مختلف انداز میں خصوصاً بعض لوگ جو نقالی کا مادہ رکھتے ہوں ۔ جب کہ موسیقی کے راگ اور غنا کے اوقات اور انداز مقرر ہیں ۔ اور یہ بھی باقاعدہ فنی حیثیت رکھتا ہے ۔ اور اس سیکھنے سکھانے میں بھی بہت سے آذادی پسند لوگ عمر عزیز کو ضائع کرتے ہیں ۔ اور قاری کوئی بھی ہو بشرط وہ صحیح فن سے واقف ہو تو کبھی موسیقی اور لے کی پرواہ نہ کرے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک صاحب تحریر نے کسی مجود فنی قاری کا قرآن سنا ہی نہیں ہے ۔ اگر وہ سنتے تو ضرور بالضرور معترف ہوتے اور اکثر اجلاس جو کہ لائل پور یا گوجرانوالہ وغیرہ میں ہوئے ۔ ان میں میں نے بھی شرکت کی تو صرف انھیں قاریوں کو تلاوت کرتے سنا جو کہ تجوید کے ایک حرف سے بھی واقف نہیں ۔ مگر گلے کی رگیں تنی ہوئی ہیں ۔ اور سامعین کرام میں علماء بھی ہیں ۔ کہ اس پر سر دھن رہے ہیں ۔ خصوصاً لائل پور کی ایک مسجد کے اامام صاحب دراصل وہ خوش آواز حافظ ہیں ۔ مگر یار لوگوں نے قاری کا دم چھلا لگا کر خوب مشہور کر دیا ہے ۔ اسی طرح ان جیسے غلط قرآن پڑھنے والے ہی مجود قاری کہلانے لگے ۔ حالانکہ خود نبی کریم ﷺ کی حدیث میں لہجہ سے قرآن پڑھنے کی تاکید ہے ۔

زینوا القران باصواتکم (دارمی)

زینت دو قرآن کو اپنی آوازوں سے ۔

حسنوا القران باصواتکم فان الصوت الحسی یزید القران حسنا (دارمی ج 474)

ترجمہ ۔ قرآن مجید اپنی آوازوں سے حسین کرو ۔ کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو بڑھاتی ہے ۔

ان احادیث میں روزشنی میں قرآن کے اصل ماہر قراء نے لکھا ہے ۔ کہ تحسین صورت اور خوش آوازی امر زائد مستحسن ہے ۔ اگر قواعد تجوید کے خلاف نہ ہو ۔ ورنہ مکروہ اگر لحن خفی لازم آئے ۔ اور لحن جلی لازم آئے ۔ تو حرام و ممنوع ہے ۔ پڑھنا اور سننا دونوں کا ایک ہی حکم ہے ۔ فوائد مکیہ ص 5)

اب میں نہیں سمجھتا کہ بلا سوچے سمجھے اس قسم کے اقتباسات کیوں تحریر کیے جاتے ہیں ۔ جب کہ اس عظیم فن سے ان کی اپنی ذات شریف بھی واقف نہیں ۔ ع مگر ملا آں باشد کہ چپ نہ شود کی مثال کی صداقت کو واضح کرتا ہے ۔

صاحب تحریر قبل ازاں حضرت قاری عبد المالک ؒ کو جب حیات تھے ۔ سنتے یا اب ان کے تلامذہ ارشد بہت سے حیات ہیں ۔ ان کو ہی سن لیتے تو کم از کم اس قسم کی گل افشانی سے اجتناب فرماتے ۔

حضرت قاری عبدلمالک ؒ صاحب اس دور کے سب سے بڑے امام قراءت تسلیم کیے گئے ہیں ۔ اور تمام مغربی پاکستان اور متحدہ ہند میں آپ ہی کا فیض ہے یا آپ کے تلامذہ ہی کا فیض ہے ۔ آپ کی مکمل زندگی کے حالات کسی اور شمارے میں دیے جائیں گے ۔

اوجہ مد

قبل اس کے کہ مدود کی وجوہات کے متعلق لکھوں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ قرآن مجید میں وقف کی تین حالتیں ہیں ۔

1 ۔ وقف بالاسکان

2 ۔ وقف بالروم

3 ۔ وقف بالاشمام

1۔ وقف بالاسکان ۔ جس حرف پر وقف کرنا مقصود ہو اس کی حرکات کو بالکل ساکن کر دیا جائے جو ہمارے ہاں وقف کرنے کا طریقہ ہے ۔

2۔ وقف بالروم ۔ یہ وقف صرف ان ہی کلمات پر ہی کیا جا سکتا ہے ۔ جن کے آخری حروف موقوفہ پر ضمہ یا کسرہ ہو فتح میں یہ وقف نہیں ہوتا ہے ۔ وہ اس طرح پر کہ کسرہ اور ضمہ دونوں کی چھوتھائی حرکت کو پڑھا جائے ۔جیسے صرف قریب کے اشخاص ہی سن سکیں ۔ قراء کے علاوہ دوسرے اشخاص یہ وقف نہیں کر سکتے ہیں ۔

3۔ وقف بالاشام ۔ یعنی کلمہ موقوف کے آخر کو ہونٹوں سے اشارہ کرنا یہ صرف ضمہ میں ہی ہوتا ہے ۔ کسرہ اور فتح نہیں ہو سکتا ہے ۔ چونکہ ضمہ آدھی واو ہے ۔ اس لئے اسکی ادائیگی میں بھی ہونٹ گول ہو جاتے ہیں ۔ جس طرح واو کی ادائیگی میں ہوتے ہیں ۔ یہ بھی عوام کےلئے مشقت کے درجے میں ہے ۔

اوجہ مد

جب حرف موقوف مفتوح ہو اور ماقبل حرف مد یا لین ہو مثلاً

تَعلَمُون ۔ خَبِيرٌ وقف کی تین حالتیں ہوں گی ۔ طول مع الاسکان توسط مع الاسکان ۔ قصر مع الاسکان اوتینوں وجہ جائز ہیں ۔ البتہ حروف مدہ پر طول مع الاسکان اور حروف لین پر قصر مع الاسکان اولیٰ ہے ۔

اگر حرف موقوف مسکور ہے مثلاً الرَّجیم تو عقلی وجہ چھ نکلتی ہیں ۔ طول مع الاسکان توسط مع الاسکان قصر مع الاسکان طول معالروم قصر مع الروم توسط مع الروم مگر ان میں طول مع الاسکان توسط مع الاسکان قصر مع الاسکان اور قصر مع الروم جائز نہیں ۔ باقی طول مع الروم اور توسط مع الروم ناجائز ہیں ۔ کیونکہ مد کے اسباب میں حرف آخر کا ساکن ہونا شرط ہے مگر یہاں حرف آخر کی حرکت کا کچھ حصہ پڑھا جا رہا ہے ۔ اس لئے طول اور توسط میں مد کا سوال ہی نہ ہوا ۔ تو جائز بھی غلط ۔ (جلد12 ش23۔24)

بقیہ وجوہات مد وقفی کو باب الاوقاف وال سکتہ میں بیان کروں گا ۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

ہا ضمیر کا بیان

جب کسی اسم کو بار بار تحریر میں لانا مقصود ہو تو طوالت کے خوف سے اور بار بار نام کے لکھنے سے عبارت کی دلچسپی اور کشش ختم ہو جاتی ہے ۔ اس اسم کی جگہ اسم ضمیر استعمال میں لاتے ہیں ۔ جو عربی میں ہائے ضمیر یا ہائے کنایہ کہلاتی ہے ۔ اور یہ ہائے ضمیر صرف صیغہ واحد غائب مزکر میں ہی استعمال کی جاتی ہے ۔ ضمیر کی ہا کہیں مکسور اور کہیں مضموم کہیں صلہ سے اور کہیں بغیر صلہ سے پڑھا جاتا ہے ۔ قاعدہ یوں ہے ۔ جب ہا ضمیر سے ماقبل ی ساکنہ یا کسرہ ہو تو اس ہا کو مکسور پڑھتے ہیں ۔ مثلاً ۔ علیہ ۔ ربہ ۔ نوتہ ۔ وغیرہ مگر مندرجہ ذیل ''ہا''ضمیر مستثنیٰ ہیں ۔ علیہ اللہ سورۃ فتح پ26 وَمَا أَنسَانِيهُ سورۃ کہف پ15)ان میں باوجود یہ کہ ہا ضمیر سے ماقبل ہی ساکن ہے مگر پھر بھی ہا ضمیر پڑھی جا رہی ہے ۔ جب ہا ضمیر سے ماقبل ''ی ساکن اور کسرہ'' کے علاوہ کوئی حرکت یا سکون ہو تو ہا ضمیر مضموم پڑھی جائے گی ۔ مثلاً أَصَابَهُ ۔ غِطَآءَهُ وغیرہ مگر مندرجہ ذیل ایک کلمہ اس قاعدے سے جدا ہے ۔ وَيَتَّقِهِ

سورۃ نور پ18 قاعدہ کی رو سے ھا مضموم نہ ہوئی ۔ چونکہ ق دراصل مکسور ہے ۔ اس کی اصلیت کی وجہ سے ہ کو مسکور پڑھا ہے ۔ سورۃ اعراف پ9 أَرْجِهْ سورۃ نمل پ19 فَأَلْقِهْ کو امام حفص نے ہ کو ساکن پڑھا ہے ۔ جب ہا ضمیر سے ماقبل اور ما بعد حرف متحرک ہو تو ہا ضمیر اشباع سے پڑھی جائے گی ۔ جہاں مکسور ہو اسے ی کی مقدار کے برابر کھینچیں گے ۔ یعنی کسرہ کو کھڑی زیر اور ضمہ کو اُلٹی پیش بنا کر پڑھیں گے ۔ مثلاً ۔ مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا ۔ ۔ مِنْ عَدُوِّهِ ۔ ۔ ۔ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ ۔ ۔ ۔ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ ۔ مگر اس قاعدے سے مندرجہ زیل کلمات مستثنیٰ ہیں ۔ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۔ پ23 زمر ۔فِيهِ مُهَانًا پ19 سورۃ فرقان میں اشباع کیا ہے ۔ جب کہ عدم صلہ ہے ۔ يَرْضَهُ لَكُمْ ۔ کی اصل یرضاہ ہے ۔ یہاں الف کو حذف کر کے ض کو صرف مضموم پڑھا ۔ اور اس الف کے سکون کو اصل قرار دے کر اس ''ہ'' کو بغیر صلہ کے پڑھا ہے ۔

فِیهِ مُهَانًا میں دوسرے قراء مثل امام عبداللہ ابن کثیرؒ کے امام حفصؒ نے بھی صلہ کیا ہے۔ جو جمعاً بین اللغتین ہے۔ علیہ اللہ۔ وَمَا أَنسَانِیهُ جو کہ ابتداء میں تحریر کرچکا ہوں۔ علیہ اللہ میں ھا کی اصل کیا خیال رکھا گیا ہے۔ چونکہ ضمیر واحد مزکر غائب جو کہ ھو اور تخفیف کے بعد یعنی واو کو حذف کے بعد ھ رہ گیا۔ تو اسی کا لحاظ ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس ''ہ'' کے بعد لفظ اللہ آرہا ہے۔ جس کا لام اسم الجلالۃ تفخیم کو چاہتا ہے۔ تو کوشش یہی ہونی چاہیے۔ جہاں بھی قاعدہ کی رو سے لام میں تفخیم کی صورت نکلے اسے ہی اختیار کرے۔ تاکہ لفظ اللہ کی جلالت قائم رہے۔ بسبب تفخیم باقی جنہوں نے لکھا ہے۔ علیہ کا اصل عَلَیهُ ہے یہ غلط ہے۔ کیونکہ علیٰ کا اسم اس بات کی دلالت کر رہا ہے۔ کہ اصل میں علیٰ میں آخری الف نہیں۔ بلکہ ''ی'' ہے۔ اور اس ی کو الف سے بدلا گیا ہے۔ اس لیئے علیٰ خود اصلی ہے نہ کہ علَیٰ۔

البتہ علیہ اللہ کی قراءت صرف امام حفص نے جائز رکھی ہے۔ ورنہ باقی سب قراء عظام نے اسے عَلَیهِ اللہ پڑھا ہے۔ بکسر الھا چونکہ عوام اپنی کم علمی کی وجہ سے صحیح بات کو جانتے نہیں ہیں۔ بس جس طرح ایک رو چل پڑی اسی طرف بہہ نکلے۔

سورۃ اعراف پ 9 أَرْجِہْ سورۃ نمل پ 19 فَأَلْقِہْ میں جمع لغتین ہے۔ امام حفص نے معتل کو اختیار کیا ہے۔ اور جب کہ مہموز کے تارک ہیں۔ جب کہ امام عبداللہ بن کثیر اور ہشام بن عمار بن نصیر شامی نے مہموز کی لغت اختیار کی ہے یعنی أَرْجِہْ وغیرہ صیغہ امر کا ہے۔ جس کی وجہ سے یائے ساکن مخذوف ہوگئی ہے۔ اور ی کی جگہ پر ''ہ'' کردیا۔ تو یہی صورت فَأَلْقِہْ میں ہوگئی ہے۔ البتہ ابو عمرو بصری ؒأَرْجِہ اور ابن زکوانؒ أَرْجِہ وغیرہ نے پڑھا ہے۔

ہا ضمیر پر وقف کا بیان

ہا ضمیر پر وقف بالاسکان میں سب کا اتفاق ہے البتہ وقف بالروم واشمام میں اکثر مختلف الرائے ہیں۔ بعض نے تو ہر حال میں وقف بالروم واشمام کو جائز رکھا ہے۔ مگر بعض نے سرے سے ہی ناجائز قرار دے دیا ہے۔ اس طرح درمیانی راہ کو ہی اختیار کرنا ہے۔ زیادہ صحیح ہوگا۔ فرمان نبوی ﷺ

خیر الامور اوسطها

کے تحت درمیانی راہ کا اختیار کیا ہے۔ جب ہا ضمیر سے ماقبل واو اور ہی یا مدہ اور اسی طرح کسرہ اور ضمہ نہ ہو۔ تو اس جگہ پر وقف بالروم اور وقف بالاشمام ہوگا۔ جیسے وَاجتَبَاہ ہذہُ باقی جگھوں میں روم اور اشمام جائز نہ ہوگا۔ تمام قرآن مجید میں تین قسم کے ھاَ ہیں۔

1۔ ہائے ضمیر

2۔ ہائے وقفی

3۔ ہائے مطلق

1۔ ہائے ضمیر کا بیان ہوچکا ہے۔

2۔ ہائے وقفی۔ وہ ''ہا'' ہے جو لکھنے میں تو تائے مدورہ یا مربوطہ کی شکل میں ہوتی ہے۔ اور وقف کی صورت میں بدل جاتی ہے۔ یہ بھی ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ کہ یہ دراصل کیا ہے۔ ''ت'' ہے یا ''ہا''۔ اس ہا کی تعداد قرآن مجید میں بہت کثرت سے مل سکتی ہے۔ رَحْمَةٌ (النمل) جَامِدَةً (النمل) الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وغیرہ۔

3۔ ہائے مطلق۔ ایسی ہا جو وقف و وصل دونوں صورتوں میں ساکن رہے۔ ایسی ہا کی کل تعداد تمام قرآن مجید میں 9 ہے۔

1۔ لَمْ يَتَسَنَّهْ (البقرۃ پ 3)

2۔ ہُمُ اقۡتَدِہۡ (الانعام پ 7)

3۔ مَالِیَہۡ

4۔ کِتَابِیَہۡ دوبار

5۔ کِتَابِیَہۡ

6۔ سُلۡطَانِیَہۡ

البتہ سات جگہ قرآن مجید میں ایسی نہیں کہ عربی سے ناواقف دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اوران ہا کو بھی ضمیر کی سمجھتے حالانکہ وہ نفس کلمہ کی ہا ہوتی ہیں۔

1۔ مَا نَفۡقَہُ۔ (سورۃ ھود پ 12 ع 8)

2۔ لَئِن لَّمۡ یَنۡتَہِ

(سورۃ شعراء پ 19 ع 6 ع 1) (سورۃ مریم ع 3 اور سورۃ علق پ 30)

3۔ لَئِن لَّمۡ یَنۡتَہِ (سورۃ شعراء پ 19 ع 6 ع 1) (سورۃ مریم ع 3 اور سورۃ علق پ 30)

4۔ فَوَاکِہُ (سورۃ مومنوں پ 18 ع 1 سورۃ صفت ع 2 پ 23)

مَا نَفۡقَہُ اور فواکہ میں لام کلمہ کی ہا ہے۔ اور یَنۡتَہِ میں عین کلمہ کی ھا میں اس ان پر صلہ نہ ہوگا۔ یہ تمام ہا وقف کی صورت میں ساکن پر جائے گی۔ اوران پر وقف بالاسکان روم اشمام تینوں جائز نہیں۔

بعض لوگ ھا مطلق کو وقف کی حالت میں الف سے بدلتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ البتہ مالیہ کی ھا میں ادغام بحالت وصل ہوگا۔ مگر سکتہ کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔

ادغام کا بیان

ادغام کے لغوی معنی ہیں ادخال الشی بالشی کسی بھی چیز کو کسی بھی چیز میں داخل کرنا۔ روایت امام حفصؒ کی رو سے کسی حرف ساکن کو اس کے مابعد حرف متحرک میں اس طرح داخل کرنا کہ دوسرے حرف پر ایک تشدید پیدا ہو جائے۔ البتہ دوسری بعض روایات یا قراءت مثل امام قاری ابو عمرو بصریؒ جو کہ اس فن تجوید و قراءت کے تیسرے بڑے امام ہیں۔ بطریق شاطبیہ وہ حرف متحرک ہیں۔ بہت سی جگہوں پر ادغام صغیر کہلاتی ہے۔ یہ دوسری قسم (ابو عمرو بصری) والی۔ ادغام کبیر کہلاتی ہے۔ یہاں صرف روایت حفص کے متعلق ادغام کا زکر کروں گا۔

ادغام کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ ادغام مثلین

2۔ ادغام متجانسین

3۔ ادغام متقاربین

ادغام مثلین۔ جب پہلا حرف مدغم اوردوسرا حرف مدغم فیہ ایک ہی جیسے ہوں۔ توایک کودوسرے میں ادغام کردیتے ہیں۔ اِنِ ضْرِب بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ.اِذْ ذَّھَبَ وغیرہ۔ پہلا مدغم ب ساکن اورذال ساکن کے بعد بھی ب اورذال ہی آرہے ہیں۔ تواسے ادغام صغیر مثلین کہین گے۔

ادغام متجانسین۔ جب مدغم اورمدغم فیہ ہم مخرج ہوں اورصفات می مختلف ہوں تواسے متجانسین کہتے ہیں۔ مثلاًت۔ کا ط میں وتات میں وغیرہ۔

وَقَالَت طَّآئِفَةٌ۔۔۔ اُجِیبَت دَّعْوَتُکُمَا وغیرہ۔

ادغام متقاربین۔ جب مدغم اومدغم فیہ میں نہ ادغام مثلین کی صورت بنتی ہو۔ اورنہ ہی متجانسین کی توادغام متقاربین ہوگا۔ بعض حضرات نے جوتعریف لکھی ہے۔ کہ جب قریب مخرج یاقریب صفات ہوتوقرب کا ادغام ہوتاہے۔ تویہ بات غلط ہے۔ کیونکہ جب لام تعریف کا بعض حروف میں ادغام کرتے ہیں۔ تویہ شرط اورتعریف ٹوٹ جاتی ہے۔

مثال ادغام متقاربین اَلَمْ نَخْلُقکُّم ق کاک میں ادغام۔ الشَّمْسَ

جوکہ حقیقت میں الشمس ہے۔ تول کا شین میں ادغام ہواہے۔

ادغام متقاربین اورمتجانسین کی دواقسام ہیں۔ 1۔تام۔ 2۔ناقص

ادغام تام۔ مدغم کومدغم فیہ میں اس طرح داخل کرناکہ تشدید پیدا ہونے کے بعد مدغم کی زراسی بھی آواز نہ آئے۔ صرف مدغم ہی پڑھا جائے۔ جیسے اِذ ظَّلَمُوا یہاں ذال بالکل ظامیں داخل ہوگیاہے۔ اورپڑھنے میں صرف ظاکی آوازآئے گی۔ ذال کی بوباقی نہ رہے گی۔

ادغام ناقص۔ مدغم کومدغم فیہ میں اس طرح داخل کرناکہ مدغم کی کچھ آوازاوربوباقی رہے جیسے بَسَطتَ وغیرہ لیکن جب مدغم حرف مدہ ہواورمدغم فیہ بھی اس کا مثل ہوتوادغام نہ ہوگا جیسے یُرضُوہُ لِّیَقُولُوا

اس مین ادغام نہ کرنے کی وجہ یہ ے کہ حرف مدہ کی صفت لازمی مدیت نہ فوت ہوجائے اسی مسئلہ پر بھی تمام قراء کرام سبعہ عشرہ کا اتفاق ہے۔اسی طرح حروف حلقی میں غیر حروف حلقی یااپنے مجانس مقارب میں ادغام نہ ہوگا۔ ہاں البتہ مثل کا ادغام ہوگا۔ مثلاً تَستَطِع عَّلَیهِ صَبرًا۔۔۔ یُوَجِّههُّ وغیرہ۔ مگرامام القراء ابو عمرو بصریؒ نے حرف حلقی کا مماثل اور مجانس کا ادغام کیاہے جیسے فَاصْفَحْ عَنْهُم۔۔۔ وَمَن یَّبتَغِ غَیرَ الْاِسْلَامِ لیکن باقی قراء نے اس سے اجتناب کیاہے۔ کیونکہ ادغام کا مقصد ہی یہی ہے۔کہ حروف کے پڑھنے میں خفت پیدا کی جائے اگرحرف حلقی کا غیر حلقی میں ادغام کریں تواول حروف حلقی کا مخرج بہت دورہے۔ دوسرے ان حروف میں خفت کرنے کی بجائے ثقالت بڑھ جاتی ہے۔ اہل عرب نے بھی ان حروف میں ادغام نہیں کیاہے۔ ان کی عام بول چال میں اس سے پرہیزکیا جاتاہے۔ بعض کلمات قرآن میں ادغام صغیر کےلئے خلف ہے ان کا بیان۔

1۔ یَلْهَث ذَّلِکَ۔ (سورۃاعراف پ9ع22)

2۔۔ ارْکَب مَّعَنَا (سورۃ ھود پ12ع4)

ان دونوں کلموں میں جنس اورقرب کا ادغام ہے چونکہ آجکل ہمارے ہاں کثرت سے ف الفاظ میں یہ طریقہ پڑھنے پڑھانے کا رائج ہے۔

1۔ میں بلاادغام اور2۔ کوبالا دغام

چونکہ ان کلمات کو بالادغام او بلا ادغام دونوں طرح متواتر عند القراء مشہور اور ثابت ہیں۔ کثرت رائے نے انھیں متروک بنا دیا ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ طلبہ کو دونوں طریقوں سے روشناس کرایا جائے۔

اَحَطتُ۔۔۔ فَرَطتُ اور اَلَمۡ نَخۡلُقكُّم میں ادغام تام کو اولیٰ لکھا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ت کا ط میں ادغام ناقص ہے۔ اور ق کا کاف میں ادغام تام اولیٰ ہے۔

ق اور ک کا مخرج اقصیٰ لسان ہے جسے حرکت دینی بہت عسر ہے جب کہ ط اور ت کے مخرج میں نوک زبان کو دخل ہے جسے حرکت دینی بہت آسان ہے۔ اس لئے یہاں ''ط'' کے بعد ''ت'' کا نکالنا بہت آسان ہے۔ جب کہ ''ق'' کے بعد ''ک'' کا نکالنا بہت مشکل ہے۔ اگر زبردستی ادغام ناقص کو ہی کوشش کی جائے۔ تو ''ق'' اپنی قوت سے ''ک'' کو ختم کر دے گا۔

(قاری عبدالرشید۔ قاری عبیدالرحمٰن فاروقی بی اے)

(الارشاد جدید کراچی۔ جلد نمبر 12 ش 23-24)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 12 ص 31-63

محدث فتویٰ